ترتیب وتشریح۔ استاذ عبدالعزیز سید الاھل قاہرہ
ترجمہ :۔ ابن حسین مولوی محمد اسلم۔ کراچی

امام شافعیؒ اور شعر

۲

(جاہل کی عبادت)

عبادۃ جاھلین بغیر علم کقرطاس تراہ بلا کتاب

جاہلوں کی عبادت بغیر علم کے مثل سفید کاغذ کے ہے، جس پر نقوش نہ ہوں۔

شعر کا حاصل یہ ہے کہ جسطرح سفید کاغذ بلا کتابت اور مضمون کے کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اسی طرح وہ عبادت بھی کوئی قیمت نہیں رکھتی جسے اس کے شرائط اور ارکان کے مطابق نہ کیا جائے اور یہ "علم" کے بغیر ناممکن ہے، اس قانون پر تمام اہل شریعت اور صوفیار کا اتفاق ہے۔

(غنار نفس)

بلوت بنی الدنیا فلم ارفیھم سوی من غدا والبخل مل اھابہ

میں نے ابنائے دنیا کو آزمایا تو ان میں صرف ایسے لوگوں کو پایا کہ بخل ان کے رگ و ریشہ میں بھرا ہوا تھا۔

فجردت من غمد القناعۃ صارماً قطعت رجائی منھم بذبابہ

پس میں نے قناعت کی نیام سے تلوار سونتی اور اسکی دھار سے اپنی تمام امیدیں ان سے کاٹ لیں۔

مطلب یہ کہ میں نے قناعت، توکل اور تبتل الی اللہ کے ذریعہ تمام دنیا داروں سے اپنا رشتہ امید قطع کر لیا، اب میری قناعت اور عزت نفس کو گوارا نہیں کہ میری ضرورت اور حاجت کا اظہار کسی دنیادار کے سامنے ہو، علمائے ربانیین کا اصل جوہر یہی ہے۔

فلا ذا یرانی واقفاً فی طریقہ ولا ذا یرانی قاعد أعند بابہ

اب نہ تو وہ مجھے اپنے راستہ میں کھڑا پاتے ہیں، اور نہ اپنے دروازے پر مجھے بیٹھا دیکھتے ہیں۔

غنی بلامال عن الناس کلھم　　ولیس الغنی الاعن الشئ لابہ

میں مال کے بغیر تمام لوگوں سے غنی ہوں درحقیقت غنی (مالداری) کسی چیز کے مل جانے کا نام نہیں، بلکہ اسکی ہوس ختم ہونے کا نام غنی ہے۔

اذا ظالم یستحسن الظلم مذھبا　　ولجّ عتوا فی قبیح اکتسابہ

جب ظالم "ظلم ہی کو بہترین روش قرار دیتا ہو اور اپنی بدکاریوں میں برابر بڑھا جا رہا ہو۔

فَکِلْهُ الی صَرْفِ اللّیالی فانّھا　　سَتُبْدِیْ لَہٗ مالَمْ یَکُنْ فِیْ حِسَابِہٖ

تو اسے گردش ایام کے سپرد کر دو۔ وہ بہت جلد اس کا حساب چکا دے گا جس کا اسے گمان بھی نہ ہو گا۔

مطلب یہ کہ جب ظالم کا ضمیر اس قدر اندھا ہو جائے کہ وہ ظلم ہی کو حق و انصاف کا راستہ بتلانے لگے اور اس پر اس کا اصرار بڑھتا چلا جائے، تو اس وقت افہام و تفہیم، وعظ و نصیحت اور دلیل و برہان کے ذریعہ اسکی اصلاح نہیں ہو سکتی، لہذا اس کی کوشش بے سود ہے، اب اس کا مقدمہ گردشِ زمانہ کی عدالت میں پیش کر دو، وہ بہت جلد اس کا فیصلہ کر دے گا۔ اور اس ظالم کو جیتے جی اپنی غلط روی کا انجام معلوم ہو جائے گا، اور آخرت کا عذاب اس پر مستزاد ہے، آئندہ اشعار اس کی دلیل ہیں۔

فکم قد رأینا ظالما متمردا　　یری النجم تیھا تحت ظل رکابہ

چنانچہ ہم نے بہتیرے سرکش ظالم دیکھے ہیں۔ جو (از راہ نخوت) کہکشاں کو بھی اپنی رکاب کے زیر سایہ سمجھتے تھے۔

فعما قلیل وھو فی غفلاتہ　　اناخت صروف الحادثات ببابہ

لیکن کچھ ہی عرصہ بعد اسکی عین غفلت کے وقت حوادث زمانہ نے اس کے دروازے پر ڈیرے ڈال دئے۔

فاصبح لامال ولاجاہ یرتجی　　ولاحسنات تلتقی فی کتابہ

پھر اس نے اس حالت میں صبح کی کہ اس کے پاس نہ تو مال تھا، نہ مرتبہ، نہ نیکیاں ہی تھیں جو اس کے نامۂ عمل میں لکھی جاتیں۔

وجوزی بالامر الذی کان فاعلا　　وصبّ علیہ اللّٰہ سوط عذابہ

اور اسکی بداعمالیوں کا ٹھیک ٹھیک بدلہ چکا دیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے عذاب کا کوڑا برسایا۔

(انسان کی مختلف قسمیں)

اصبحت مطرحاً فی معشرٍ جهلوا حق الادیب فباعوا الراس بالذنب

میں ایسے لوگوں میں پڑا ہوا ہوں جو "ادیب" کے حق سے ناواقف ہیں۔ اس لئے انہوں نے سر کو دُم کے بدلے بیچ دیا ہے۔

سر کو دُم کے بدلے بیچ دینا ایک محاورہ ہے، مطلب یہ ہے کہ عام طور سے لوگ، اہلِ علم وادب کی قدر ومنزلت سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ پیشہ ور قسم کے لوگوں کو تو سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں جنکی حیثیت "دُم گاؤ" سے زیادہ نہیں ہوتی۔ لیکن اہلِ فضیلت کو نا قدرشناسی کی نذر کر دیتے ہیں۔

والناس یجمعهم شمل وبینهم فی العقل فرق وفی الاداب والحسب

لوگ دستار ولباس میں ایک ہی قسم کے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ عقل ودانش، علم وادب اور حسب ونسب کے اعتبار سے ان میں بڑا فرق ہے۔

کمثل الذهب الابریز یشرکه فی لونه الصفر والتفضیل للذهب

اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے خالص سونا اور پیتل رنگ میں ایک معلوم ہوتے ہیں مگر فضیلت سونے ہی کو ہے۔

والعود لو لم تطب منه روائحه لم یفرق الناس بین العود والحطب

"عود" سے اگر خوشبو کی مہک نہ آتی ہوتی، تو لوگ اس میں اور دوسری لکڑیوں میں فرق نہ کر پاتے۔

(میزانِ معرفت)

اذا حار امرك فی معنیین ولم تدر حیث الخطاء والصواب

جب تمہارا معاملہ دو رایوں کے درمیان اُلجھ جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے۔

فخالف هواك فان الهوی یقود النفوس الی ما یعاب

تو پھر اپنی خواہش کی مخالف رائے کو اختیار کرو۔ کیونکہ خواہشِ نفس آدمی کو اسی جانب لے جاتی ہے جو معیوب اور غیر پسندیدہ ہوتی ہے۔

امام موصوفؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی معاملہ میں دو رائیں ہو جائیں اور صحیح غلط کا فیصلہ نہ ہو سکے

کہ فائدہ کس میں ہے اور نقصان کس میں۔ تو ایسی صورت میں آدمی کو صحیح اور مفید رائے کا سُراغ لگانے کے لئے یہ اصول اور ضابطہ اختیار کرنا چاہئے۔ کہ جو رائے نفس کو زیادہ محبوب اور مفید معلوم ہو اسے ترک کر دے اور دوسری کو اختیار کرے، اس کا فلسفہ مذکورہ بالا دوسرے شعر کے مصرع ثانی میں مذکور ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایک مقولہ سے ماخوذ ہے۔

"اِنّ الحق ثقیل مرئیٌ وان الباطل خفیف دبیٌ" یعنی "حق" اگرچہ گراں نظر آتا ہے لیکن خوشگوار ہے اور اس کے برعکس "باطل" اگرچہ ہلکا پھلکا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن تخمہ کر دیتا ہے۔

—(وقت کے حکام)—

قضاة الدھر قد ضلّوا فقد بانت خسارتھم

وقت کے حکمران گمراہ ہوگئے ہیں اور صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے ہیں۔ انکی زبوں حالی اور خسارہ دنیا میں واضح ہو چکا ہے۔

فباعوا الدین بالدنیا فما ربحت تجارتھم

کیونکہ انہوں نے دین کو حقیر دنیا کے بدلے بیچ ڈالا ہے۔ سو انکی یہ تجارت سود مند ثابت نہ ہوتی۔

امام شافعیؒ کی مراد وہ جج حکام اور حکمران ہیں جو فیصلہ کرتے وقت دنیا کی محبت اور نشے میں اسلامی اقدار کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اور خداوندی احکام کو مسخ کرکے ان کی جگہ اپنے تراشیدہ شیطانی قوانین نافذ کرتے ہیں۔ ان کے اس بدترین فعل سے نہ صرف ان کی آخرت ہی خراب ہوتی، بلکہ ان کا دنیوی رعب و وقار بھی خاک میں مل گیا —— ان اشعار میں اس آیت کریمہ کے مضمون کیطرف اشارہ ہے:

الذین ضل سعیھم فی الحیٰوة الدنیا یہ لوگ ہیں جنکی دنیا کی کی کرائی محنت سب گئی
وھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً۔ گذری ہوئی اور وہ (بوجہ جہل کے) اسی خیال میں
ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ (بیان القرآن)

واضح رہے کہ امام شافعیؒ اپنے زمانہ کے حکاّم اور ججّوں کے بارے فرما رہے ہیں، اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے، کہ ہمارے موجودہ زمانہ میں احکام خداوندی اور عدل و انصاف کی پامالی کس قدر باعثِ شرم اور ناگفتہ بہ ہے۔ (الامان الحفیظ)

—(دواء الناس)—

لما عفوت ولم احقد علی احد ارحت نفسی من ھم العداوات

میں چونکہ معاف کر دیتا ہوں اور کسی سے کینہ نہیں رکھتا۔ اس لئے میرا نفس ہر قسم کی عداوتوں سے راحت پاتا ہے۔

إنی احیی عدوی عند رؤیته لأدفع الشر عنی بالتحیات

میں اپنے دشمنوں کو ملاقات کے وقت سلام کہتا ہوں، تاکہ سلام کے ذریعہ ان کے شر سے محفوظ رہوں۔

واظهر البشر للانسان ابغضه کانما قد حشا قلبی محبات

اور کبھی مجھے ایک آدمی سے نفرت ہوتی ہے مگر میں اس کے سامنے خندہ رُوئی کا مظاہرہ اس طرح کرتا ہوں کہ گویا اسکی محبت میرے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو۔

الناس داء ودواء الناس قربهم وفی اعتزالهم قطع المودات

لوگ تو ایک بیماری میں ہیں ان کی دوا ان کا قرب ہے۔ کیونکہ لوگوں سے علیحدہ رہنے میں صلہ رحمی اور محبت ختم ہو جاتی ہے۔

امام شافعیؒ نے ان اشعار میں بعض لوگوں کے اس نظریہ کی تائید فرمائی ہے کہ آدمی کے دوستوں کا دائرہ وسیع سے وسیع تر اور دشمن کم سے کم ہونے چاہئیں، اور یہ چیز اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی، جب تک آدمی میں یہ اوصاف نہ ہوں: معاف کر دینا، درگذر کرنا، کسی سے کینہ اور عداوت نہ رکھنا، ہر ایک سے خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آنا وغیرہ۔ انسان کو اپنی زندگی پرسکون بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ان خصائل حسنہ کو اپنے اندر پیدا کرے۔

---(مخلص دوست)---

احب من الاخوان کل مواتی وکل غضیض الطرف عن عثراتی

مجھے دوستوں میں سے ہم رائے دوست زیادہ محبوب ہے جو میری کوتاہیوں سے چشم پوشی کرے ---

یوافقنی فی کل امر اریده ویحفظنی حیا وبعد وفاتی

جو ہر کام میں میری موافقت کرے، زندگی اور موت کے بعد (دونوں حالتوں میں) میری حفاظت کرے۔

فمن لی بهذا لیت انی اصبته لقاسمته مالی من الحسنات

سو اس معاملہ میں میری کون مدد کرے گا۔ اے کاش! میں ایسے دوست کو پالوں میں ایسے مددگار کو اس کی اعانت کے عوض (یا ایسے رفیق کو) اپنی آدھی نیکیاں دوں گا ---

تصفحت اخوانی وکان اقلّھم   علی کثرۃ الاخوان اھل ثقاتی

میں نے اپنے دوستوں کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ ان کی کثرت کے باوجود لائق اعتماد بہت کم دوست ہیں ــــ

امام موصوفؒ نے ان اشعار میں جہاں مخلص دوست کی تمنّا کی ہے وہاں ان خصائل و محاسن کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ جو ایک مخلص دوست میں ہونے چاہئیں۔ امام موصوفؒ نے یہاں تین بڑی بڑی صفتوں کا ذکر کیا ہے:

۱۔ دوست چشم پوش ہو، عیب جو اور افشا پرداز نہ ہو۔

۲۔ امین اور محافظ ہو، خائن اور بد باطن نہ ہو۔

۳۔ ہم ذوق اور ہم رائے ہو۔

ایسے مخلص دوست کی قدر و قیمت کا اندازہ اس سے لگانا چاہیئے کہ امامؒ نے اس شخص کو اپنی نصف نیکیاں دینے کا وعدہ کیا ہے جو ان کی ایسے مخلص دوست کے پا لینے میں مدد کرے۔

ــ(قلّتِ مال)ــ

یا لھف نفسی علی مال افرّقہ   علی المقلّین من اھل المروأت

افسوس ہے کہ میرے پاس اتنا مال نہیں جسے میں اہل مروت میں سے نادار لوگوں پر خرچ کر دوں۔

ان اعتذاری الی من جاء یسالنی   ما لیس عندی لمِن احدی المصیبات

بلا شبہ اب میرا اپنے سائلوں سے یہ عذر کرنا کہ میرے پاس دینے کی کوئی چیز نہیں مصیبتوں میں سے ایک بھاری مصیبت ہے۔ (مسلسل)

بقیہ: اسلامی معاشیات

کی آب و ہوا کے موافق ہے۔ اس لئے اس کے بارے میں یہ بات ناقابلِ تصوّر ہے کہ کوئی مسلمان مسلمان ہوتے ہوئے اسلام کا کیمیکل تجزیہ کر کے یہ ثبوت دیتا نظر آئے کہ اسلام میں اتنے فیصدی کیمونزم موجود ہے۔ یا اسلام کے تقاضے دورِ حاضر میں کیمونزم کے ذریعہ بہتر طور سے پورے ہو سکتے ہیں۔ آج راست روی کا طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اسلام اور اسلام کا اقتصادی نظام کیا ہے۔؟ نہ یہ کہ اسلام میں کیمونزم یا کیمونزم میں اسلام کی مقدار کتنی ہے۔؟

اسلام میں اقتصادی نظام کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے جس میں وہ اپنے حبیب پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہیں کہ واقصد فی مشیک یعنی اے پیغمبر! آپ اپنی رفتار میں میانہ روی رکھیئے ــــ